

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ

AL QADIAN



قادیان

ایڈیٹر علامہ منشی
 فی رچہ

موجودہ شمارہ نمبر ۱۹۲۰ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی خواتین کے لئے تباہی اور ایشیا کا موقع احمدیہ لندن کو خواتین کی امداد کی ضرورت

المنیہ

حضرت حلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ کی صحت خفا کے نفس سے اچھی ہے۔ حضور نمازیں خود پڑھتے ہیں۔ ۹ نومبر خطبہ جمعہ میں حضور نے الہی سلسلہ کی مخالفت ہونے کا راز بتایا۔ اور جماعت کو صبر اور استقلال سے کام لینے کی تاکید فرمائی :-
 ۱۰ نومبر پنجاب صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق مبلغ مارشیل کی لڑکی کے رخصت نہ کی تقریب حضرت قائد اعظم تشریف لے گئے۔ جہاں اور بھی بہت سے اصحاب مدعو تھے +
 ۱۰ نومبر بعد نماز عصر ایک عام جلسہ لوکل انجمن احمدیہ کے زیر انتظام کھیلے میدان میں منعقد ہوا۔ جس میں ہزاروں بچوں کے خلاف بہت سے اصحاب نے تقریریں کیں۔ اور ریزولوشن پاس کیے گئے۔ مفصل رد و کلام آئندہ درج کی جائے گی۔ لوکل کمیٹی کو ایسے جلسوں کے متعلق اس سے بہتر اہتمام کرنا چاہیے :-

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ خواتین میں مذہب کے متعلق بیداری اور جوش پیدا کرنے کے لئے جو سعی فرماتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ لندن مشن کے کام میں چونکہ روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لئے کارکنوں میں بھی اضافہ کی ضرورت ہے۔ اس اضافہ کا خرچ خواتین ادا کریں۔ جس کا اندازہ ایک سال کے لئے نو ہزار روپیہ کیا گیا ہے :-
 اس سب کے لئے حضور نے یہ شرط لگا دی ہے۔ کہ خواتین یہ چیت رہ اپنے پاس سے دیں۔ خواہ نقدی کی صورت میں خواہ زیور کی صورت میں۔ اور مردوں سے ہرگز اس چندہ کے لئے کچھ طلب نہ کریں۔ اگر ان کے پاس کم رقم ہے۔ تو اس سے شرمائیں نہیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ نہ کہ رقموں کو۔ وہ اخلاص سے کام کریں :-
 پس خواتین کو چاہیے۔ جہاں تک جلدی ہو سکے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی پیل کر کے ثواب دارین حاصل کریں یہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض جگہ مستورات نے اس غرض کیلئے جلسے منعقد کئے ہیں۔ اور فراہمی چندہ کی کوشش کر رہی ہیں۔ دوسرے مقامات پر بھی ایسے جلسے منعقد کرنے چاہئیں۔ اور ان کی روداد سے الفضل کو اطلالیع دیجئے۔

قیمت پینے کی سالانہ ۱۰ روپے
 ششماہی ۵ روپے
 تیسریں زر محض نام
 پتہ: قادیان

از دفتر اخبار الفضل قادیان
 ۱۹۲۰ء
 چھٹے ماہ ۱۰

ہندوستان کی خبریں

رائے زادہ منسراج پنجاب کونسل کے آئندہ سیشن میں اس ضمن کاربندیشن پیش کریں گے۔ کہ جن مقامات پر لوکیوں کے لئے پرائمری مدارس نہیں ہیں۔ وہاں ۱۰ سال کی عمر کی لوکیوں کو ان مدارس میں تعلیم دی جائے جو محض لوگوں کے لئے ہیں۔

سری نگر۔ ہر نومبر زمین کدل کی آتشزدگی کے متعلق جس سے لاکھوں روپیہ کا نقصان ہو گیا تھا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ سنا گیا ہے کہ چند ایک ملزمان کا عدالت میں چالان کیا گیا اس سلسلہ میں بڑے بڑے آڈنیوں کے نام لئے جاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آتش زدگی کے متعلق حیرت انگیز احوال بھی ہوتے گئے۔

الہ آباد ۴ نومبر گذشتہ رات کو مقامی ایوانگ بھون کا بج کے پمپیل ڈاکٹری۔ اسے جینیو سڑکی ایک حادثہ سے موت واقع ہو گئی۔ دوپہر کے وقت آپ زمین سے اتر رہے تھے کہ زمین کا پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ جس سے آپ گر پڑے۔ آپ کا سر ٹوٹ گیا۔ اور بعد میں مر گئے۔

لاہور ۵ نومبر۔ سردار حبیب اللہ نائب صدر جھیلپو کونسل پنجاب کونسل ہائیکے آئندہ اجلاس میں یہ تحریک پیش کریں گے۔ کہ قریب ۱۰۰ روپے کے لوگوں کو آئندہ سال سے درملہاد دینا بند کر دیا جائے کیونکہ اس سے فرقہ وارانہ سپرٹ بڑھتی ہے۔ اور یہ قومیت کے منافی ہے۔

پونہ ۶ نومبر۔ کیٹی عمر رضا مندی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے سڑ ہوالدار پر پینٹنگ بار ایسی سی ایٹن جی پورے کہا کہ میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں۔ کہ عمر رضا مندی بڑھادی جائے۔

کولکتہ ۶ نومبر۔ امرت بازار کے ایک پروپر ایٹر اور اس کے بانی شری کارگھوش کے سب سے بڑے بڑے کاٹنی گھوش کلکتہ کے ۱۱ بجے کلکتہ کی آئندہ چیر جی لین میں اپنے مکان پر فوٹ ہو گئے آپ گذشتہ ۲۳-۲۵ سال سے بڑے بڑے گھوش کے چیرنگ ایٹریٹ رہے۔

لاہور ۶ نومبر۔ حادثہ بم کے چند زخمی ابھی تک میڈی ہسپتال میں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی زخمی زخم چل بسا ہے۔

کراچی ۵ نومبر۔ آل پارٹیز یو پی مسلم کانفرنس نے جو قراردادیں منظور کیں ان میں سے زیادہ اہم یہ ہیں۔

۱۱۔ مجلس وضع قوانین کی پیدا کردہ تمام مفقوت اور آزاد مجالس میں جلا کا نہ حلقہ آئے انتخاب کے ذریعہ مسلمانوں کی مؤثر اور کافی نیابت۔

ایک تمنا سے کم نہ ہو۔

جمہور کو ایسا ہی صوبائی مجلس مقننہ کو کوئی ایسا قانون بنانے کا حق حاصل نہ ہو جو مسلمانوں پر اثر انداز ہو، یا مسلمانوں کے شخصی حقوق کے منافی ہو۔

(۲) مسلمانوں کو اپنی زبانوں یعنی عربی فارسی کی تعلیم دینے اور اپنے تعلق کو ترجیح دینے کی پوری پوری سہولتیں ہم پر چھائی جائیں۔

(۳) مسلمانوں، مقبروں، خانقاہوں، اوقات، مذبح قانون اور دیگر مذہبی اور خیراتی اداروں کی پوری پوری نگہداشت کی جائے جو وہ پہلے سے موجود ہوں۔ یا بعد میں بنائے جائیں۔

(۴) مسلمانوں کو کسی ایسے کام کرنے پر مجبور نہ کیا جائے جو ان کے مذہبی عقیدہ یا دین کے خلاف ہو۔ اور نہ ان کی مذہبی تقریبات کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ۔ پیدا کی جائے۔

(۵) سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو مؤثر اور کافی حصہ دیا جائے۔

(۶) مرکزی مجالس وضع قوانین میں مسلمانوں کی نیابت ایک تمنا سے کم نہ ہو۔

۱۱۔ تعلیمی منشی خیراتی، مسافر خیراتی یا مذہبی اداروں کے لئے جو امدادی رقم منظور ہو کرے۔ ان میں سے مسلمانوں کے لئے موثر حصہ مقرر کر دیا جائے۔

کراچی ۶ نومبر۔ کل صبح کے اجلاس میں جب آل پارٹیز مسلم کانفرنس دہلی کے غیر مقدم کی قرارداد پر بحث ہو رہی تھی۔ سٹر مہر تھے حسین عابدی نے کانفرنس کے سامنے ایک بیان پڑھا کہ سنا سنا جاوے۔ اس بیان میں

انہوں نے لکھا تھا۔ کہ یہ کانفرنس مسلمانوں کی نائزہ کانفرنس نہیں اس لئے جو محض لوگ شامل کئے گئے ہیں۔ جو مقدموں کے مخالف ہیں۔ چنانچہ آپ نے بیان پڑھنا شروع کیا۔ حاضرین آواز سے کہنے لگے۔ اور مطالبہ ہوئے گا۔ کہ آپ باہر چلے جائیں۔ صاحب صدر نے مقرر سے کہا کہ آپ

قرارداد کی حمایت یا مخالفت میں تقریر کر سکتے ہیں۔ بیان پڑھ کر نہیں سنا سکتے۔ اس پر وہ ٹال سے باہر چلے گئے۔

رات مجلس انتخاب مضامین میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ مولانا آزاد سماجی نے تجویز کی۔ کہ کانفرنس مکمل آزادی کی حمایت میں اپنی رائے کا اعلان کرے۔ خان بہادر مسعود اس رکن کونسل مراد آبادی اور بعض دیگر

حضرات نے اس تحریک پر اعتراضات کئے۔ اس پر بعض حضرات نے پردہ کے پیچھے سے لکھ کر بھیجا۔ کہ اگر مرد کل آزادی کے لئے کھڑے ہونے کی ہمت نہیں رکھتے۔ تو ہم عورتیں پردہ سے نکل کر اس کے حصول کی جدوجہد کرنے لگیں گی۔ اس پر بوجوش پھیل گیا۔ اور مخالفین کی آواز دہ گئی۔

مولانا آزاد سماجی نے حسب ذیل تحریک پیش کی۔ "آل پارٹیز یو پی مسلم کانفرنس کی رائے میں مسلمانان ہند کا سیاسی مطیع نظر عمل آزادی" اس قرارداد پر رائے میں گئیں۔ تو صرف سٹر محمد شفیع مراد آبادی نے

اختلاف کیا۔ قرارداد منظور ہو گئی۔

غیر ممالک کی خبریں

انکار ۵۔ نومبر چینی جہاز ان کیپٹی کے لئے ایک اور جہاز کو چینی بحری ڈاکوؤں نے کپڑ لیا۔ اور اس کے انہوں پر پیر جھانڈا اور سفاکا حملہ کرنے کے بعد اس کو لوٹ لیا۔ اس جہاز کے کپڑے اور

لوٹنے میں جو طریقے استعمال کئے گئے ہیں۔ وہ بالکل ویسے ہی تھے۔ جیسے علیج بیاس کے مشہور بحری ڈاکوؤں نے اننگنگ کو آواخر ستمبر میں

کپڑے میں استعمال کئے تھے۔ اس وقت ان سفاکوں نے دو ہفتوں اور ایک چینی کو ارٹا سٹر کو قتل اور کیتان جہاز کو زخمی کر دیا تھا۔ اور

سازروں کے ۳۰ ہزار پونڈ مالیت کا نقد و مال لوٹ لے گئے تھے۔ لندن ۴ نومبر۔ آج ملک معظم نے سر فریڈرک سائیکلر کو شرف ابریا بی بخشا۔ سر سوٹوٹ نے اپنے گورنر جی مقرر ہونے پر

ملک معظم کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

لندن ۵۔ نومبر۔ بل میں جرمونٹول ہوئی ہے۔ کہ ایک تیل کی ٹنکی والا جہاز وان کو دور کو جا رہا تھا۔ کہ اس میں ایک درناک حادثہ

روما ہوا جس سے کوئلہ ڈالنے والے آٹھ آدمی جھلنے تیل میں جھنس گئے تیل کا ایک ٹن پھوٹ گیا اور اس کو آگ لگ گئی۔ یہ لوگ بڑی

غیر محفوظ حالات میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے بالکل کے نیچے پناہ لی۔ اور تین گھنٹے تیل دہلے پانی میں پڑے رہے۔ آگ کے شعلے ان کے

سر کے اوپر چلا لائیاں دکھا رہے تھے۔ جب یہ لوگ اس طرح سوٹ کے پتھر میں گرفتار تھے۔ تو دیکھ کے ایک باشندہ نے قومی ترانہ گانا

شروع کیا۔ تاکہ اس کے ہمراہیوں کی اندر دہی دور ہو جہاز کے پتھر گرم تر ہونے لگے۔ اور جس پانی میں وہ پڑے ہوئے تھے۔ ابلنے کے

قریب تھا۔ وہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ کہ بھابی کی مہبت بڑی مانی چھٹ گئی۔ اور اس بھاپ نے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

پیکن ۳ نومبر۔ پیکن کا دفتر تحفظ عامہ بیان کرتا ہے۔ کہ پیکن میں ۲ لاکھ ۵۶ ہزار باشندے بالکل تباہ حال ہیں۔

اور ان میں سے ایک لاکھ ۷۶ ہزار کی حالت بہت نازک ہے۔ یہ بلا پیکن سے ناکم حکومت منتقل کرنے سے ناہل ہوئی ہے۔

ریلگا۔ ۵ نومبر۔ انٹی گوڈ سو سائٹی (ہذا کو نامانے والی) کی انچارج سوویٹ ٹریڈ یونین کی مرکزی کونسل نے سوویٹ کی سب شاخوں کو حکم دیا ہے۔ کہ ممبران مذہبی معاملات دروایات میں کوئی نمایاں حصہ نہ لیں۔ خلاف ورزی حکم پر ان کا اخراج کر دیا جائے۔

کیٹینا۔ ۶ نومبر۔ کوہ اتنا سے پہلے دھواں اٹھا۔ اس کے بعد ہونٹاک اور ازمیرا آسنے لگیں۔ جو غلطی بمطہ زیادہ خوفناک صورت اختیار کرتی گئیں۔ لاوسے کی چند چھوٹی چھوٹی ندیاں آنے لگیں۔ اور بڑے نالے میں گر کر سمندر میں داخل ہو گئیں۔ اس وقت تک صحت موصح سان الفیو پر اس کا اثر ہوا ہے۔ لوگ گھروں کو چھوڑ کر نکل گئے ہیں۔ لاوا کی ندیاں ۶۰۰ فٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہیں۔ لوگ پلای سرعت سے مکان خالی کر رہے ہیں۔

امت میرزا مسیح کے کامیاب

انجمن احمدیہ امت سر نے مقامی آریہ سماج کی دعوت پر ۱۳ اکتوبر کو نمبر ۱۱۱۱ کو آریہ سماج مندر واقعہ لوگڈہ میں کیا دیدیشور کا گیان ہے اور کیا قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام ہے ان ہر دو مضامین پر کامیاب مباحثہ کیا۔

آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشتو مشہور مناظر تھے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے پہلے مضمون کے دن ہاشم محمد صاحب اور دوسرے مضمون کے دن مولوی علی محمد صاحب نے فاضل اجیری مناظر تھے۔ ہر دو مباحثوں نے نہایت عمدگی سے مضمون زیر بحث پر تقریریں کیں۔ اور اعتراضات کے جواب دئے جن سے امت سر کی سبک کا ایک کثیر مجمع بہت متاثر ہوا۔ اور جماعت احمدیہ کے کامیاب مناظرین کو مبارکباد دی۔

۱۱ نومبر کو ہاشم شانی سرور

کی تقریر ہوئی۔ جو محقق اسلام اور قرآن شریف پر اعتراضات پرستل تھی۔ اسپر رسالہ کا موقع دیا گیا۔

پھر جناب مولانا غلام رسول صاحب راجپوتی نے نہایت عمدگی سے تمام ان اعتراضات کا جواب دیا۔ جو ہاشم شانی سرور کی کم نہیں اور قرآن شریف کی پیرش سے ناواقفیت اور عربی زبان سے محض ناآشنائی کی وجہ سے ان کے دل میں پیدا ہوتے تھے ان جوابات کو سن کر مسلمان سبک اور عقول پسند ہندو طبقہ متاثر ہوا اور مولوی صاحب کو ان کی اس خدمت اسلام پر مبارکباد دی۔

فاکسار :- ڈاکٹر محمد منیر از امت سر

قصبہ ڈری بچیاں میں مباحثہ

ایک غیر احمدی مولوی محمد امین صاحب واعظ نے ہمارے گاؤں میں احمدیت کے خلاف واعظ کیا۔ اور لوگوں کو یہ دھوکہ دیا کہ توڑ بانڈ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کو یوسف نجر کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور بن باپ نہیں مانتا حتیٰ کہ اس نے اسی کے مقلوبہ زونمبر کو مباحثہ مقرر کر لیا۔ ہماری طرف سے مولوی ظہور حسین صاحب نے فاضل اور مولوی اللہ تاج صاحب جالندھری مولوی فاضل مباحثہ کے لئے پہنچ گئے۔ پہلے تو داعظ صاحب نے بحث سے ہی انکار کر دیا لیکن آخر کار ان کو مجبوراً مباحثہ کرنا پڑا۔ دو گھنٹے مندر وقت

تھا۔ داعظ صاحب نے مخالف آمیز طریق پر دو ایک حوالے پیش کئے جن کا جواب مولوی اللہ تاج صاحب جالندھری نے دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاف الفاظ مثلاً خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرة المجرودة۔ (مواہب الرحمن) پیش کئے۔ یعنی مسیح بغیر اب کے قدرت الہی سے پیدا ہوئے تھے داعظ صاحب سے کوئی جواب نہ پڑا۔ وہ پہلو تہی کا طریقہ سوچ رہے تھے۔ اور ادھر ادھر کی باتوں میں دقت ٹال رہے تھے۔ کہ قرینا یوں گھنٹہ مباحثہ کے بعد صاحب صدر نے ان کو مضمون کے اندر رہنے کی ہدایت کی۔ بس پھر کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ اب میں مباحثہ نہیں کرتا۔ یہ دوسرے صاحب کیوں بولے ہیں۔ بہت سمجھایا گیا۔ مگر انہوں نے نہ سمجھنا تھا نہ سمجھ۔ بلکہ اپنے ساتھیوں کو لے کر میدان مباحثہ سے بھاگ گئے۔ جس سے سبھا سبھا سبک پراچھا اثر ہوا۔

نامہ نگار

سلطان کن کی دہلی میں تشریف آوری

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کا تار

تاجدار کن حضور نظام کے دہلی تشریف لانے پر حضرت امام جماعت احمدیہ ایہ السد کی طرف سے ناظر امور خارجہ جماعت احمدیہ نے خیر مقدم کا حسب ذیل تار ارسال کیا۔

”حضرت خلیفۃ المسیح ایہ السد تعالیٰ امام جماعت احمدیہ حضور والا کو دہلی رونق افروز ہونے پر خوش آمدید کہتے ہیں“

لائپز میں مسلمانوں کا عظیم الشان مخلوطیوں کو شکست فاش

۱۳ نومبر کی رات کو بجے زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ شروع میں صاحب صدر نے نہرو رپورٹ کی خامیوں کو ایک مدلل اور مبسوط لیکچر کے ذریعہ واضح کیا۔ بعد ازاں جناب میاں عبدالمجید صاحب بیر برٹ لائپز پوری نے اعداد و شمار پیش کر کے لائل پور کی مثالوں سے یہ امر واضح کیا۔ کہ مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے سخت مفہم ہے۔ اور پھر ذیل کارینڈیشن پیش کیا۔

مسلمان لائل پور کا یہ عظیم الشان جلسہ نہرو رپورٹ کو مسلمانوں کے مفاد کے تحت خلاف سمجھتا ہے۔ اور اس کے خلاف نہرو رپورٹ آواز بلند کرتا ہے۔ مزید برآں یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا انعقاد نہایت ضروری ہے۔ اور اس کانفرنس کا فیصلہ مسلمانوں کا صحیح فیصلہ ہوگا۔

مولوی محمد زبیر صاحب مولوی فاضل وغنشی فاضل نے نہرو رپورٹ الفاطمیں ریزولوشن کی تائید کی اور ثابت کیا۔ کہ نہرو رپورٹ ہندوستان کو زیر سایہ برطانیہ ہندو راج دلاتی ہے۔ اس کے بعد اسد اکبر کے فلک بوس ذریعہ شکایت نعروں میں تمام مسلم سبک نے قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا۔

جلسہ ختم ہونے پر چند فلاقتیوں نے ہندوؤں کے ایک جرگہ کو ساتھ لے کر ریریا کر دیا۔ حکیم نور الدین صاحب فلاحی نے بائیان جلسہ کو گھنٹی سے گھنٹی گالیاں دیکر اپنی فطرت کا مظاہرہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی بلند آواز سے کہہ دیا تم ہندوؤں کے غلام ہو جاؤ جا کر مشرب کی دکان کرو۔ اب ہم پر تمہاری حقیقت کھل چکی ہے۔ جلسہ کے بعد تمام مسلمان منشر ہو گئے۔ اور حکیم نور الدین صاحب ہندوؤں کے جرگہ میں کھڑے ہو کر گالی گلوچ کے ذریعہ اپنی فطرت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اور ہندوؤں کی ہنساتے رہے۔ عصمت الشفاں وکیل لائل پور

نوٹس کے خلاف نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانان مشرورہ کا جلسہ

- ۱۔ ہم مسلم باشندگان مشرورہ نہرو رپورٹ کے خلاف حد تک احتجاج بلند کرتے ہیں۔
- ۲۔ ہمارے حقوق کی حفاظت کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جائیں۔
- ۳۔ اس جلسہ کی کارروائی ایڈیٹر صاحب الفضل کو اور سائمن کیشن کو ذریعہ تدارک ارسال کی جائے۔ سکرٹری جلسہ محمد علی پریذیڈنٹ جلسہ عبدالرحمن ۹ نومبر ۱۹۲۸ء

مسلم باشندگان مشرورہ کا ایک غیر معمولی اجلاس ۴ نومبر ۱۹۲۸ء کو زیر صدارت

چوہدری عبدالرحمن خاں صاحب منعقد ہوا۔ حاضرین میں سے چوہدری عدالت خاں صاحب نے نہرو رپورٹ کے تفصیلی حالات اور اس سے مسلمانوں کو جس نقصان عظیم کا اندیشہ ہے وہ حاضرین پر واضح کیا۔ ازاں بعد صاحب صدر کی اجازت سے مولوی بابو خاں صاحب نے اس رپورٹ کی خامیوں پر تقریر کی۔ ازاں بعد باتفاق رائے پاس ہوا۔

جناب مولیٰ عبدالرحیم صاحب دارالامان کے اعزاز میں

اعلیٰ کارکنان سلسلہ کی طرف سے دعوت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ تفریقہ

احمدی مبلغ اپنے کام نمایاں رنگ میں پیش کیا کریں

۲۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء افسان صبیحہ جات صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جناب مولیٰ عبدالرحیم صاحب دارالامان کے مبلغ انگلستان کے اعزاز میں دعوت طعام دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ ہندوستان کے عزیز بھی تشریف فرما تھے۔ دعوت دینے والوں کی طرف سے جناب مولیٰ ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ نے تقریر فرمائی اور جناب در صاحب نے اس کا جواب دیا۔ جس میں افسان صبیحہ جات اور دوسرے دوستوں کو نوجو دلائی۔ کہ وہ مبلغین سے خط و کتابت کرتے رہا کریں۔ کیونکہ قادیان سے باہر رہنے والوں کیلئے یہاں کی معمولی سے معمولی اطلاع بھی مسرت و انبساط کا موجب ہوتی ہے۔ اور اس سے انہیں بہت تقویت پہنچتی ہے۔ ضمناً ان احباب کا شکر یہ بھی ادا کیا۔ جو ان سے مکاتبت کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے حسب ذیل تقریر فرمائی:

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

ہمارے ملک میں اور غیر ممالک میں بھی یہ ایک منہ ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرو۔ اور شام کے کھانے کے بعد چل قدمی کرو اس کی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرنا چاہیے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جنہیں معدے کی تکلیف ہو۔ اور خصوصاً مجھے جسے اسہال کی شکایت ہے۔ اور صاحب نے اس وقت جو کچھ بیان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ بھی اسی منہ کے اثر کے ماتحت و حجت سے بیان نہیں کر سکے۔ حالانکہ تقریر کو نہ کہ لہجے یہ نہایت عمدہ مقررہ تھا

ذاتی تعلقات

قائم کرنا نہایت عمدہ چیز ہے۔ اور ان کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ تعلقات ذاتی دوستی کی بناء پر نہیں ہونے چاہئیں۔ ذاتی دوستی تو انسان اسی سے رکھتا ہے۔ جس سے مزاج مل جائے۔ مگر کام لینے کے لئے ان لوگوں سے بھی تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ جن سے مزاج نہ ملے۔ بلکہ زیادہ انہیں سے رکھنے پڑتے ہیں۔ جن سے مزاج نہیں ملتا۔ کیونکہ ایسے شخص سے اگر ذرہ بھی بیگانگی برقی جائے۔ تو وہ

ان میں پایا نہیں جاتا۔ وہ اس الزام کو دور کرنے کے لئے۔ کہ وہ نکتے شیطانی ہیں۔ کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اور اپنے کام کو نمایاں کر کے بلکہ میں لانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ لیکن جب اعتراض ہوتے ہیں۔ تو پھر دل ہی دل میں کڑھتے ہیں۔ اور اس بات سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہماری قربانیوں کو نظر انداز کر کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ جب انہوں نے اپنے کام کو خود چھپایا۔ تو لوگوں کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے خود اپنے لئے ایک رستہ تجویز کیا۔ تو پھر اس کا خمیازہ بھگتنا چاہیے یہ بہت بڑا نقص ہے۔ کہ کام کرنے والے اپنے کام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ میرا اپنا اندازہ یہی ہے۔ کہ اگر ان رپورٹوں سے جو مبلغین کی العفتل میں شائع ہوتی ہیں۔

ہمارے مبلغین کی کارکردگی

پر نظر ڈالی جائے۔ تو ہمارے تمام مشنوں پر ۳-۴ ہزار روپیہ سے زیادہ خرچ نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے مشن کئی ایک مقامات پر ہیں۔ اور وہاں کام کرنے والے

بڑی بڑی قربانیاں

کر رہے ہیں۔ لیکن اخبارات میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ سناٹا کے مبلغ کو دیکھ لو۔ اس کی ذاتی حیثیت سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ بیشک وہ استاد تھا۔ مگر دراصل طالب علم ہی تھا۔ لیکن اسے کام کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو حیرت ہوتی ہے۔ اس کی کوشش سے بعض کتبچہ تپتی۔ اور بڑے بڑے گورنمنٹ آفیشل جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور وہ کثرت کار اور محنت کے باعث اپنی صحت کھو چکا ہے۔ اور اب ایسا بیمار ہو گیا کہ اکیلا کہیں جا آ نہیں سکتا۔ لیکن اسے گزارہ کے لئے نہایت قلیل رقم ملتی ہے۔ جس پر وہ بسر اوقات کر رہا ہے۔ مگر احباب جماعت اس کی ان قربانیوں سے دلگذاہ واقف نہیں۔ وہ نہیں جانتے۔ کہ ایسے لوگوں میں، بکرجن کی زبان اخلاق اور عادات سے تاد اقیقت ہو۔ اور ایسے مخالفین کے مقابل میں جو معمولی باتوں پر قتل کرتے۔ اور فوراً چھڑے نکال لیتے ہیں۔ ہمارا ایک آدمی کس

جرات اور استقلال

اور خود فراموشی سے کام کر رہا ہے۔ شاید اگر کوئی کہہ دے۔ کہ وہ ہاں بیچارہ ہی بیٹھا ہے۔ تو تو نے فیصدی جماعتیں اس بات کو صحیح مان لیں۔ اور کہنے لگ جائیں۔ کہ وہ بیچارہ ہے۔ اور اسے وہاں رکھنا بڑی غلطی ہے۔ لیکن اگر انہیں معلوم ہو کہ وہاں پر وہ کیا کام کر رہا ہے۔ اور اگر ہمارا ایک ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ تو

پہچاس ہزار

کا کام ہو رہا ہے۔ تو وہ بہت زیادہ جوش سے اس مبلغ کے لئے دعائیں کریں گے۔ اسی طرح

مارشلس میں بھی ہماری جماعت

سے سخت مقابلہ ہوا۔ وہاں جماعت کے ہاتھ سے جا کر لوہی لکل گئیں۔ ایک مسجد میں پڑا ہوں نے بہت سارے خرچ کیا تھا۔ ان کے ہاتھ سے لکل گئی۔ لیکن انہوں نے پھر ہزاروں روپے خرچ کر کے مکان خریدی اور مساجد بنائیں۔ لیکن اگر جماعت کے لوگوں سے پوچھا جائے۔ تو وہ سوائے اس کے کچھ نہیں جانتے۔ کہ وہاں ایک جماعت ہے۔ اور صوفی

سمجھتا ہے۔ میری طرف توجہ نہیں کی گئی۔ آج ہی مجھ کو ایک خط موصول ہوا ہے۔ ایک شخص نے جو باہر گیا ہوا ہے۔ لکھا ہے۔ قادیان میں میری ہمیشہ فوت ہو گئی۔ لیکن ناظر صاحب نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ اور لکھا ہے اگر مجھ سے ان کے پہلے تعلقات ہوتے۔ تو وہ ضرور اطلاع دیدیتے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اگر پہلے تعلقات بھی ہوتے۔ تو بھی حالات ایسے تھے۔ کہ وہ یقیناً اطلاع نہ دیتے۔ لیکن ان صورت میں کوئی شکوہ بھی پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ شکوہ زیادہ تر اسی جگہ پیدا ہوتا ہے۔ جہاں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھا جاسکے۔ ان کے سب رشتہ دار یہاں موجود تھے۔ جس شخص کا کوئی رشتہ دار یہاں موجود نہ ہو۔ اسے اطلاع دینے کا تو بیشک ناظر کو خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن جس کے تمام رشتہ دار یہاں موجود ہوں۔ اس کے متعلق کیسے خیال ہو سکتا ہے۔ جب تمام اقربا موجود ہوں۔ تو ناظر یہ خیال ہی کیسے کر سکتا ہے۔ کہ ان میں سے کسی نے بھی اطلاع نہ دی ہوگی۔ اور پھر جب باپ بھائی بھتیجے اور دوسرے ایسے ہی قریبی ایسی اطلاع نہ پہنچائیں۔ تو یہ کیسے امید کی جاسکتی ہے۔ کہ دوسرے لوگ ضرور پہنچا دیں گے۔ بات یہ ہے جہاں تعلقات گہرے ہوں وہاں اتنا شکوہ نہیں ہوتا۔ اس لئے میں دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ باہر کام کر رہے ہیں۔ ان سے ضرور

خط و کتابت

کیا کریں۔ اور خطوطا ناھما نہ رنگ کی بجائے محبت آمیز لہجے میں لکھی جائیں۔ اس کے علاوہ میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے جو دوست باہر سلسلہ کی خدمات کرتے ہیں۔ ان کے کاموں کو اس رنگ میں نہیں دیکھا جاتا جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس نقص کے لئے

دونوں ذمہ دار

ہیں۔ کارکن بھی۔ اور کام لینے والے بھی۔ کام کرنے والوں میں تو یہ نقص ہے۔ کہ وہ اپنے اندر ایسا انگار محسوس کرتے ہیں۔ جو دراصل ان میں ہوتا نہیں۔ اور وہ اخلاق کا ایسا بلند نمونہ دکھانا چاہتے ہیں۔ جو دراصل

پیغامی نیرنگیوں کی حقیقت کا اظہار

مولوی محمد علی صاحب کا خاموش کن جواب گالیوں کا طومار

معزز ناظرین کو یاد ہو گا کہ پیغام کا آخری ہی نمبر شائع ہونے سے قبل پیغام میں اس کے متعلق اعلان ہوا تھا کہ اس میں موجودہ اختلاف مسئلہ نبوت اور حقیقت نبوت کو خصوصیت سے بحث میں لا کر جماعت احمدیہ کے عقائد کی پورے زور سے تردید کی جائے گی۔ جس کی بناء پر ایڈیٹر صاحب پیغام کو ایک کھلی چٹھی بھیج کر اور الفضل میں بھی شائع کر کے اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ وہ اس مجوزہ نمبر میں جناب مولوی محمد علی صاحب کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کی تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کو فرورجیے دیں۔ اور ایسے طور پر انہیں شائع کریں۔ کہ ان کی ہر قسم کی سابقہ تحریرات متعلقہ نبوت آجائیں اور اگر ضرورت سمجھیں۔ تو اسی التزام سے ان کے ساتھ بالمقابل سیدنا امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈیٹر صاحب کی سابقہ تحریرات بھی اس میں شائع کریں۔ تاکہ فریقین کی ہر قسم کی متعلقہ تحریرات یکجائی طور پر پبلک کے سامنے آجائیں۔ مگر انہوں نے کیا نیر صاحب پیغام کو یہ سٹیو پیسنڈ نہ آئی۔ اور انہوں نے جناب مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات کو اپنے اخبار میں جگہ دیا ہے۔ اغراض کے منافی یا اگر کسی میں بہتری سمجھی۔ کہ ان کی طرف سے کھلی خاموشی اختیار کریں۔ البتہ سیدنا امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈیٹر صاحب کی صد سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت میں سے ایک حوالہ ہے انہوں نے بزعم خود اپنے اغراض کے لئے مفید سمجھا۔ پیش کر کے یہ ظاہر کیا کہ گویا آپ کا عقیدہ اس کے متعلق پہلے وہی تھا جو اس وقت مولوی محمد علی صاحب لکھوان کے وقت پیش کر رہے ہیں۔

اس پر اس غرض سے کہ مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات بھی ساتھ ہی معزز ناظرین کے سامنے آجائیں۔ اور الفضل میں مولوی صاحب کی بعض سابقہ تحریرات کو پیش کر کے خود مولوی محمد علی صاحب کو اور نیر ایڈیٹر صاحب پیغام کو توجہ دلائی گئی۔ کہ ان پر کسی قدر روشنی ڈالیں۔ مگر انہوں نے کہ اس پر بھی وہی مغالطہ دینے والا طریق اختیار کیا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ مولوی صاحب کی ان تحریرات پر کچھ لکھا جاتا۔ ان کی طرف سے کھلی خاموشی اختیار کر کے جو ابی طور پر ایک مسئلہ مضامین زیر عنوان "عقائد باطلہ کی نیرنگیاں" شروع کر دی گئی جس میں سراسر جھوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لے کر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈیٹر صاحب کے عقائد میں کئی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

پیشتر اس کے کہ پیغام کی ان نیرنگیوں کی حقیقت کو آشکارا کیا جائے۔ یہ بتادینا ضروری ہے کہ اصل سوال کو چھوڑ کر پیغام کو یہ راہ

کیوں اختیار کرنا پڑی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں اور وہ ان کا جواب دے بھی کیا سکتا ہے۔ جبکہ خود مولوی محمد علی صاحب سے ان کا کوئی جواب اب تک نہیں آیا۔ سچے سچے ان کی تحریر کی بجائے آپ نے یہ جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ان سے اپنی جان چھڑانی چاہی۔ کہ "میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی محبت شریعی نہیں"۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگست ۱۹۳۷ء میں ایک رسالہ بنام "تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب" شائع ہوا۔ جس میں مولوی صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا تھا۔ کہ وہ پہلے مسئلہ نبوت کے متعلق وہی عقیدہ رکھتے تھے۔ جو جماعت احمدیہ اور جماعت کے پیشرو "ادب اللہ" صاحب الاطاعت لیڈر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈیٹر صاحب سے لے کر آجائیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے انہی ایام میں ایک ٹریکٹ دس دہائی چھوٹے ساؤنڈر شائع کیا جس میں متفرق امور کے علاوہ چار جواب دئے۔ اول "خاموش کن جواب"۔ دوسرا "النبوة فی الاسلام" تفصیلی جواب دینے کا وعدہ۔ تیسرا "اجامی جواب"۔ اور چوتھا "الاجامی جواب"۔

سب سے پہلا اور سب سے بڑھکر زبردست جواب جو رسالہ تبدیلی عقیدہ کا مولوی محمد علی صاحب نے دیا۔ وہ یہ تھا کہ

۱) "میاں صاحب اور ان کے مریدین نے وہ من لیکتہما فانہ اذم قلبہ اور من اظلم من کتم شہادۃ عندہ من اللہ کے ماتحت اذم اور اظلم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقیقہ کی ادائیگی کو موت سے بدتر سمجھ کر اس کے ادا کرنے سے انکار کیا؟"

۲) "ان سیاہ باطن ظالموں نے اتنا بھی نہ دیکھا۔ کہ ہمارا یہ طریق ان لوگوں کے نقش قدم پر تو نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو کافر کافر پکارتے جاتے تھے؟"

۳) "اے احمدی قوم کے بزرگو! خوب غور کرو کہ تم میں یہ گروہ انہیں کاجائز نہیں تو نہیں پیدا ہو گیا۔ جن کو تم کل تک مشرکین فی الارض کہتے تھے۔ ان کو باطنوں کو..... ہلا کر چھوڑ کر تمہارا ایسی جرات کرنا تمہیں خدا کی لعنت کا مورد بنانے لگا۔ یا نہیں؟"

۴) "یہ گروہ دنیا کو دھوکہ دینے والا قرار پاتے ہیں۔"

۵) "یہ میرا باطل کا حامی ہے؟"

۶) "یہ کتاب غیر احمدی ہے ایک کو دھوکہ دینے کے لئے لکھی تھی اور اس

کے دیگر بزرگ بھی اس فریب دہی میں شامل تھے۔"

۷) "اور کیا یہ محض غیر احمدیوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھی گئی تھی؟"

۸) "میں مولوی صاحب رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ..... کیا میں آپ کو حضرت علی علیہ السلام کے الفاظ میں مخاطب کروں۔ (جس کی تفصیل خود مولوی محمد علی صاحب کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ "کیا یسوع اپنے مخالفوں کو بوقوت۔ جاہل۔ متناقض اور ہر طرح کی بدیوں سے بھرے ہوئے نہیں کہتا تھا۔ اور پھر کہتا تھا ان کو گتھے بھی کہا۔ اور کتوں اور خنزیروں سے مشابہت دی۔ پھر ان کو سانپوں کے بیٹے کہا۔ اور بالآخر بدکار اور حرام کار تک بھی کہہ دیا۔"

یہ یوں وارد دجلہ سوم صفحہ ۱۰۲) یا ان الفاظ میں جن میں مسیح موعود نے "فرقہ مولویان" کو مخاطب کیا ہے۔ (یعنی بذات)

۹) "ایک ایسی لغو حرکت ہے۔ جس کا ترکیب یا تو ایک ایسا فوجی ہو سکتا ہے..... اور یا پھر ایک حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاک سے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تیس سے کام لیتا ہے لیکن دباطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے؟"

۱۰) "آج نادان دوست ان دشمنوں سے بھی آگے قدم اٹھا کر..... وہی الزام حضرت مسیح موعود پر دیتے ہیں؟"

۱۱) "دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں؟"

۱۲) "وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور جن دباطل میں تلبیس کرتے کے لئے تو تمہارے کام آسکتا ہے؟"

۱۳) "اگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے۔ تو ٹھیک کچھ لوگ تمہارے دام میں پھنسے نہیں گے۔ جو خود حق دباطل میں تیز کرنا نہیں جانتے یا جانتے ہیں۔ تو کرنا نہیں چاہتے۔ یا چاہتے ہیں۔ مگر بہت کے رکن میں اپنے آپ کو جلا ہوا پاتے ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک اس تلبیس کے علم ضرور ذمہ دار قرار دئے جاؤ گے؟"

۱۴) "آج ان باتوں سے انکار کرنا ان کی روسیاسی کا موجب ہی نہیں۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ اسی انکار کا امر کر کے ان کے دل سیاہ ہو جائیں۔ اور وہ خدا کی لعنت کے نیچے آجائیں۔ اور کفر و شرک بعد ایمان لکھ کر کا صدا نہایت ہوں؟"

۱۵) "ایک کتاب میرے نام علی جس نے اب فحش گوئی۔ دریدہ دہنی اور بے حیائی میں اول نمبر حاصل کیا ہے۔ لکھتا ہے؟"

۱۶) "دوسرے درجہ پر میاں صاحب کے استاد مولانا مولوی سرور شاہ ہیں..... اسید ہے۔ کہ ایک تین لڑائی کی قسم سے اپنے پر بھانپ کر لائق کمال کرادینگے..... اس مولوی نے تلبیس میں سے جو فتوے لے چاہو۔ سو کہ جھلٹ نکال لو..... کوئی بات ہے۔ جو عند الضرورت یہاں سے نہ نکل آئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان نہایت مضبوط ہے۔ یہی دین اسلام کے رکن ہیں۔ کہ جیسے کسی وقت ان کو ضرورت پڑتی ہے۔ ویسے ہی ان کا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس رکابی مذہب کا نقشہ اس نسل میں خوب کھینچا گیا ہے۔ کہ ایک دن ایک نواب صاحب یٹکن کی جڑی تفریبت کر رہے تھے۔ مصداق نے یہ دیکھ کر اس کی تعریف میں یہ لیا ہوا مذہب دئے۔ اس تعریف پر عاشق ہو کر نواب صاحب زیادہ یٹکن کھا بیٹھے۔ تو تکلیف ہوئی۔ اگلے دن آپ نے بیٹھ کر۔ کہی خدمت شروع کی۔ تو وہی صاحب فرماتے لگے کہ یٹکن جیسے بیٹھ کر تفریبت کوئی دنیا میں نہیں

دیکھا

کسی شخص نے الگ ہو کر پوچھا کہ میں یہ کیا بات ہے۔ کل تم بیٹوں کی اس قدر تعریف کر رہے تھے۔ آج نواب صاحب نے ذمت شریف کی۔ تو آپ نے بھی ذمت شریف کر دی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ ہم تو نواب صاحب کے ملازم ہیں۔ بیٹوں کے ملازم ہوتوڑا ہی ہیں۔ سو ہم سے مولانا صاحب تو اس کی شہادت دینگے جس کے ملازم ہیں۔ ایسی حالت کسی کو مرتد یا منافق ٹھیرا دیتا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہونا چاہیے۔ اور ہے ہی۔ (۱۶) "میرے بزرگ اس سلسلہ کے مشہور اخبار نویس اور واعظ مفتی محمد صادق صاحب ہیں۔ خدا جلنے اخبار بد میں کیا کچھ ان کے زمانہ میں نکلتا رہا اب اسکو کون دیکھتا پھر سے غرض تو صرف اس ڈراما میں ایک پارٹ پلے کرنا ہے۔ جیسی ضرورت دیکھی۔ کر لیا۔ ایک طرف تو وہ نظارہ کسی شخص کے سامنے ہو۔ جب لاہور میں آپ فرضی خلافت کی تائید میں پارٹ پلے کر رہے تھے۔ اور ایک عجیب سماں بندھا ہوا تھا۔ کہ ہر چند منٹ کے بعد ایک ہاتھ درشتکان خلافت"۔ کئی فرضی قیام گاہ کی طرف اٹھتا تھا۔ اور فرمایا جانا تھا۔ کہ یہ لوگ پکڑنے کے قابل ہیں۔ جلد عذاب کے رشتے ان کو آکر پکڑ لیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہیں غلطی میں ہم ہی پکڑے جائیں۔ اور ارشاد ہوتا تھا۔ کہ ان کا گناہ ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے بول نہیں کیا۔ دوں نہیں کیا۔ بالفاظ دیگر انہوں نے نہ قادیان کی شہادت پر حق کو چھوڑا۔ نہ مقبرہ بہشتی میں جانے کے لئے دوزخ کو سول لیا۔ نہ بیجا بیچھل لنگر کی روٹیاں کھائیں۔ نہ سیرج کے بیٹے کی پوجا کی۔ بہر حال کسی وقت یہ مولانا ایک اور پارٹ پلے کیا کرتے تھے۔"

(۱۸) "آج جب محمود اور مرزا صاحب ایک۔ مرزا صاحب اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک۔ محمد رسول اللہ اور خدا ایک۔ کار تیرہ شاہد ابھی ملے کرنا باقی ہے) تو جزو کل کیوں نہ ہو جائے۔ ادھر پیر کا اعلان ہوا۔ ادھر جزو کل کا کل بن گیا۔ یہ وہ عجز ہے۔ جو آج تک کسی نبی نے نہیں دکھایا۔ گو بعض پیروں کی نسبت سنا ہے۔ کہ وہ چیزوں کی خاصیت کو بدل دیتے ہیں۔ اور شراب کا پیالہ انکے ہونٹوں سے گتے ہی دودھ بن جاتا ہے۔ (۱۹) "معلوم ہوتا ہے کہ صرف پبلک کو دھوکا دینے کے لئے شائع کیا جاتا تھا؟"

(۲۰) "دوسروں کو منافق ٹھہراتے ٹھہراتے آپ کے منافق ہی نہیں بلکہ منافق ہی لوگوں کو منظر تک دھوکا دینے کے الزام کے نیچے آتے ہو؟" (۲۱) "اس زہر کے پیلے کو سیلوں حوالوں سے ڈالتے ہیں۔ ان کے ہاتھ بد میں کٹ چکے ہیں؟" (۲۲) "ولکم الویل مما تصفون" مذکورہ بالا فقرات جو جناب مولوی محمد علی صاحب کے ایک چھوٹے سا بڑے صحت دس درتی ٹیکٹ میں سے لئے گئے ہیں۔ مولوی صاحب کی نیکی اور پارسائی اور دقتا کیر کر پڑ اور ایک بڑا باعظا انسان ہونے کا نمونہ ہیں۔ معلوم نہیں یہ باتیں مولوی صاحب نے کہاں سے سیکھی ہیں ہم ان گالیوں کے جواب میں سیرج اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ نہ تو مولوی محمد علی صاحب یا ان کا کوئی حمایتی یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ انہوں نے گالیاں لگنے کے جواب میں دفاعی طور پر یہ گالیاں دی ہیں۔ کیونکہ رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب میں جس کے جواب میں انہوں نے یہ گالیاں دی ہیں۔ کوئی ایک لفظ بھی خلاف تہذیب نہیں دکھایا جا سکتا۔ اور وہ ہی مولوی صاحب کوئی عدالت کی کرسی پر بیٹھے تھے۔ تا یہ سمجھا جا سکے۔ کہ انہوں نے نیک نیتی سے کسی ایک فرقہ پرستی کی

حقیقی حیثیت کو ظاہر کرنے کے لئے ویسے الفاظ کا استعمال کرنا۔ جائز اور ایسا حق تصور کیا۔ بلکہ سیرج اس کے کوئی وجہ ان گندی اور فحش گالیوں اور شتم اور استہزا کی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ ان اپنی سابقہ تحریروں کا کوئی جواب نہ پا کر بے بس ہو گئے۔ اور اپنی طبیعت کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ اور آپ سے باہر ہو گئے۔ اور ضبط کی تاب نہ پا کر اپنے اندر دہ کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ عرق رسالہ کا سب سے پہلا اور خاموش کن جواب جو آپ نے دیا۔ وہ یہ ہے جس کا نمونہ اوپر درج کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی صریح مخالفت

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے

اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۳۸۷ء پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھی ولادت مسیح کے متعلق خاموش فرمائی شریع کی ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی بے ہودہ کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح نامہری کی ولادت باپ کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اگرچہ یہ نہایت ہی دیدہ دلیری اور گستاخی میں شامل ہے۔ کہ جس بات کا فیصلہ حضرت جبری اللہ فی مثل الانبیاء کے نام سے ہو چکا ہے۔ اور کئی تحریروں میں حضور نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح نامہری کی پیدائش بغیر باپ تھی۔ اور یہ بطور نشان کئی ایسے نام ملے ہیں۔ جو ڈاکٹر صاحب اپنے امیر کی ماں میں ماں ملانے کی خاطر جو کچھ بھی کر گزریں کم ہے۔ مسئلہ تکفیر اہل قبلہ اور حضرت مسیح موعود کی نبوت پر جو مانعہ چودہ سال سے ان لوگوں کی طرف سے چڑھائے جا رہے ہیں۔ ان کو ابھی تک اپنی ملیح سازی سے درست نہیں ثابت کر سکے اور نہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اب اس موضوع پر بھی قلم اٹھا کر جس پر کل مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ منہ کی کھائیے اگرچہ حضرت مسیح موعود کے فیصلہ جات کو جو حضور نے حکم اور عدل ہو کر صادر فرمائے۔ یہ لوگ ٹھکراتے ہوئے ذرا سخت جملہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ سلسلہ نبوت میں اور کفر و اسلام میں ان لوگوں نے کر کے دکھلا دیا ہے۔ مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی سید روح نکل آئے۔ اور فائدہ اٹھائے۔ میں ایک حوالہ دیدہ ناظرین کرتا ہوں۔ جس میں حضور علیہ السلام نے اس بات پر اپنا ایمان ظاہر فرمایا ہے۔ کہ مسیح نامہری بغیر باپ پیدا ہوئے۔ اور یہ ایک نشان تھا۔ جو یہودوں کو بوجہ ان کی شرارتوں کے ان کے فائدہ ان سے سلسلہ نبوت کو چھیننے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اخبار الحکم جلد ۵۔ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۳۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ شائع ہو چکے ہیں "قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کو اللہ تعالیٰ نے قبیل مومسے پیدا کیا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک سلسلہ پیدا کرتا ہے۔ پھر جب اس سلسلہ میں ایک دراز عرصہ گزرنے کے بعد ایک قسم کا پردہ سا جھانکنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پردے میں اور

سلسلہ ہی رنگ میں قائم کرتا ہے۔ قرآن شریف سے دو سلسلوں کا پتہ لگتا ہے۔ اول بنی اسرائیل کا سلسلہ جو مومسے سے شروع ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہو گیا۔ چونکہ یہودی بد اعمالیاں جتنی کہ پورچ گئی تھیں۔ اور ان میں یہاں تک شقاوت اور سنگدلی پیدا ہو گئی تھی۔ کہ وہ انبیاء کے قتل تک مستعد ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے غضب کی راہ سے اس سلسلہ کو جس میں لوگ اور انبیاء تھے۔ حضرت عیسیٰ پر ختم کر دیا۔ میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں۔ کہ حضرت عیسیٰ اے باپ پیدا ہوئے تھے۔ اور ان کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا۔ اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان سے نبوت کا فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے ساتھ وعدہ تھا۔ کہ بشرط تقویٰ نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے ہوگی۔ لیکن جب تقویٰ نہ رہی تو یہ نشان دیا گیا۔ تاکہ دانش مند سمجھ لیں۔ کہ اب آئندہ اس سلسلہ کا انقطاع ہو گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس صاف اور صریح فیصلہ کے خلاف آواز اٹھانے والے امیر اور اس کے وزیر بے تدبیر کی احمدیت کی حقیقت ظاہر ہے۔ محمد امین از جموں

پاک پٹن میں کامیاب مباحثہ

۲۱۔ اکتوبر ۱۳۸۷ء کے ۶ تا ۹ بجے شام مرزا حضرت بدر دیوان صاحب واقعہ اندرون شہر پاک پٹن کے محفل میں مباحثہ منعقد ہوئی۔ مسئلہ حیات و موت مسیح نامہری زیر بحث تھا۔ حکیم عبدالغنی صاحب غیر احمدیوں کی طرف سے مباحث اور مناظرے اور خاکسار احمدیوں کی طرف سے۔ حکیم صاحب کو ناز تھا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی کتب سے حیات مسیح ثابت کر چکے ہیں۔ اس لئے انہوں نے باہراریہ شرط لازمی رکھی۔ کہ قرآن شریف اور احادیث اور سلف صالحین کے اقوال کے حوالوں سے اس موضوع پر اشارتاً اور کفایتاً کوئی تقریر نہ ہوگی۔ سوائے اس کے جو حضرت مرزا صاحب نے اس موضوع پر لکھا ہو گا۔ اور اسی مسئلہ پر مرزا صاحب کی کتابوں سے تمام دلائل دئے جائیں گے۔ اور مرزا صاحب کا فیصلہ بھی منظور ہو گا۔ ہر ایک فریق کے لئے دس دس منٹ تقریر کے لئے مقرر تھے۔ حکیم صاحب موصوف نے براہین احمدیہ کے حوالوں سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح نامہری مرزا صاحب کے نزدیک آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ خاکسار نے ازالہ اوہام حقیقۃ الہیہ چتر معرفت اور تحفہ غزنیہ اور کشتی نوح وغیرہم کتب حضرت مسیح موعود میں سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح نامہری حضرت مسیح موعود کے نزدیک وفات یافتہ ہیں۔ اور آخر وقت تک آنحضرت کا یہی اعتقاد رہا اور اب بھی جماعت احمدیہ کا یہی اعتقاد ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس تناقض کو تسلیم کر کے فیصلہ یہ دیا کہ حضرت مسیح نامہری وفات پا گئے۔ اور خردم تکاسی فیصلہ پر قائم رہے۔ اس لئے حسب شرط مباحثہ حضرت مسیح موعود کا فیصلہ قبول کر لیا جائے۔ مگر فرقہ مخالف اپنی بات سے پھر گیا۔ خاکسار غلام احمد قادیان اٹل و کتب۔ امیر جماعت احمدیہ پاک پٹن

پیغام بلڈنگس کا مفہوم سیدنا محبت کے وقتوں پر!

جب مشیت ایزدی نے خلافت کا تاج انہی برگزیدہ افراد کے ہاتھوں سے جنہیں خدا کے پاک نبی کی روحانی تربیت نے تیار کیا تھا۔ سیدنا حضرت محمد کے سر مبارک پر رکھا۔ تو معدودے چند لوگوں نے ابا و اجداد کے کام سے کام لیا۔ اور اس شان کے منکر ہو گئے۔ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر ڈھائی چادری پکانے لگے۔ ایک کوان میں سے زیادہ عطا نہیں ہوئی۔ اور اس نے اعلان کیا کہ میں امیرنوم ہوں۔ مگر گذشتہ چھوڑ سال کے واقعات نے بتا دیا۔ امامت کا تاج کس کے سر پر جتا ہے۔ اور کون ہذا کا مقرر کردہ خلیفہ ہے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ ابتداء میں کہا گیا۔ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکے ہیں۔ ان کو پھر بیعت ارشاد کی۔ دعوت دینا بھی مفہوم بیعت کی تضحیک ہے۔ اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد بے اختیار ہو کر ایک تقریر میں کہ دیا۔ کہ جب تک بیعت نہ لی جائے۔ عہد پختہ نہیں ہوتا۔ اور کام کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ پھر کہا گیا۔ الگ جماعت بنا کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہے۔ حتیٰ کہ احمدی کہلانے سے بھی احتراز کرنے لگے۔ اور اختیار میں جذب ہو کر کام کرنے میں اپنی کامیابی دیکھنے لگے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ماننا پڑا۔ کہ جب تک اپنی جماعت الگ نہ ہو اور اس کو خاص امتیاز نہ ہو۔ ترقی نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ بھی ماننا پڑا کہ ہم نے اپنی جماعت بڑھانے کی طرف توجہ نہیں کی۔ جس کا خمیازہ اٹھنا رہے ہیں۔ ہماری قوت کمزور ہو رہی ہے۔ اپنے اپنے ہی ہیں۔ اور بیگانے بیگانے۔ غیروں پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ خیر یہ تو پرانی باتیں ہیں۔ انہی دو سالوں کے واقعات کو لے لیجئے۔ کس طرح پر مضمونی امیر حقیقی امام کے تتبع پر قدم بہ قدم مجبور ہوا ہے۔ ہندو مسلم فسادات کو روکنے اور اس جذبہ تحقیق کو کم کرنے کے لئے جو بعض اشرا اپنی خاص اغراض کے ماتحت اسلام اور باقی اسلام علیہ السلام کے خلاف پھیلا رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ پڑھا۔ اور بتایا۔ کہ اس کا علاج صرف یہی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ سوانح سے بچے بچے کو واقف کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ مبارک تجویز بہت پسند کی گئی۔ اور اکناف عالم میں اس کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ کہ دشمن کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ اور اس وقت کسی گروہ نے بحیثیت گروہ اس کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اکثر قوم و معد و معادن رہے۔ سوا پیغام دالوں کے لیکن ابھی ایک سال گزرنے نہیں آیا۔ جو پیغام بلڈنگس کا امیر وہی الفاظ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو حضور نے ارشاد فرمایا۔ اسے کہتے ہیں حق بر زبان جاری۔ اور اسے کہتے ہیں امامت۔ کہ دشمن بھی اقتدار پر مجبور ہو جائے۔ کل تک تو آپ مخالفت پر کمر بستہ تھے۔ اسے بچوں کا کھیل قرار دے رہے تھے۔ اسے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکنا بتا رہے تھے۔ اور

آج کہتے ہیں :-
"کسی موقع پر صرف یہ آواز بلند کر دینے سے کہ فلاں شخص نے رسول اللہ کی شان میں گستاخی کر کے ہمارا دل دکھایا ہے۔ حقیقتاً کوئی اصلاح نہیں ہوتی۔" اگر ان گستاخیوں کا سدباب کرنا ہے۔ اگر اس ملک میں اشاعت اسلام کے لئے کوئی عملی راستہ کھولنا ہے۔ تو اس کے لئے سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے ضروری حالات کو ہر طبقہ کے لوگوں تک پہنچایا جائے۔"
(پیغام ۳۰ اکتوبر)
غور کرو اور دیکھو کہ یہ کس کے الفاظ ہیں۔ اور آج سے کئی مہینے پیشتر یہ کس نے فرمائے۔ اور آج کس کی زبان پر جاری ہوئے ہیں۔ یہ اس مبارک وجود کی تجویز ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے امامت و پیشوائی خلق کے لئے چن لیا۔ اور آج بے اختیار وہ شخص دہرا رہا ہے۔ جو اس کے خلاف کہتا اور اس کی مخالفت کرنا اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھتا ہے۔
اسی طرح آج سے آٹھ نو سال پیشتر حضرت امام نے یہ ہدایت نافذ فرمائی کہ اپنے اپنے مقدمات و تنازعات قوم ہی کے سامنے پیش کرو۔ اور ان کے فیصلہ کے آگے تسلیم خم کر دو۔ اس سے نہ صرف اخراجات بچیں گے۔ بلکہ حق رسی بھی ٹھیک ہوگی۔ اس وقت اس پر کبھی ارٹائی گئی۔ کہ حکومت کے خواب دیکھتے ہیں۔ گھر ہی میں سب محکمہ قائم کر لئے ہیں۔ لیکن آج وہی سننے والے زمانہ کے تھیں۔ اور اس سے مجبور ہو کر حضرت محمد کے قدموں پر گر گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں :-
"اگر کوئی اختلاف کوئی جھگڑے ہم میں پیدا ہوں۔ تو ان کو بڑھانے کی بجائے قوم کے ذریعہ سے طے کر لینا چاہیے۔" x x تمام جھگڑے آسانی سے طے ہو سکتے ہیں۔ کوئی ذاتی کوئی مالی اختلاف ہو۔ اسے زیادہ بڑھانے کی بجائے قوم کے ذریعہ سے طے کر لے۔"
(پیغام ۳۰ اکتوبر خطبہ جمعہ فرمودہ مولوی محمد علی گویہ امر قابل تعجب ہے۔ کہ دوسروں کو یہ نصیحت کرنے والے خود کیوں اس پر عامل نہیں ہوتے۔ اور انقضا کو مقدمہ بازی کے نوٹس پر نوٹس دے رہے ہیں۔ تاہم یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ آخر وہی کہنا پڑا جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ مسلمانوں کے سچے امام نے آٹھ نو سال پیشتر فرمایا۔ اور نہ صرف فرمایا بلکہ اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ ابھی چند روز کی بات ہے۔ جب ہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہم نے معاہدہ ڈھوڑی کو توڑا ہے۔ اور ہماری طرف سے بزدلی کی جاتی رہی ہے تو حضور نے بڑی وضاحت کے ساتھ اسی اصل کی طرف توجہ دلائی۔ کہ آؤ اپنی جماعت ہی سے چند افراد کو نمائند مقرر کر لیں۔ ان کے نام بھی مشہر کر دیئے۔ اور ان کے سامنے تمام واقعات اور پیغام انقضا کے فائل رکھ دیں۔ اور جو فیصلہ وہ دیں سب منظور کر لیں۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس تجویز کا نہ تو کوئی فیصلہ بتایا۔ (اصولی طور پر تو اب بھی اسے نہ صرف تسلیم کیا جا رہا ہے بلکہ اپنے زیر اثر لوگوں میں جاری کر رہے ہیں۔ اور نہ اس پر عمل کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ پتا نہ مضمونی امامت کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ کہ جو وہ کہے۔ وہ کرے نہیں۔ بہر حال ہمیں خوشی

مسلمانوں کے چھوٹے بھائی ہندوؤں کی انتہائی نفرت

ہندوؤں کے خود ساختہ مسیحوت نے غیر ہندو اقوام کی اقتصادی حالت پر نہایت خطرناک کاری فرمائی ہے۔ مسلمان جو پہلے ہی اقتصادیات سے نا آشنا تھے اس فرب کو برداشت نہ کر سکے۔ اور ہر اور ان دظن کے ہاتھوں نیم مردہ ہو گئے۔ اور ہر رنگ میں ان کے دست پکڑ گئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو تلقین کی۔ کہ وہ بھی اسی طریق عمل کو اختیار کرے۔ تاہم ان کی قوم کا رویہ ان کی قوم کے پاس رہے۔ وہاں ان میں غیرت اور حمیت کے جذبات موجزن ہوں۔ اس نیک تحریک پر ملک نے لبیک کہا۔ اور کوئی بھی قوم پر در ان اس کو مضرت قرار نہیں دے سکتا۔ یہ خود ہندوؤں کا ایک تجربہ شدہ اور نفع رساں طریق ہے۔ اور ان کے لئے بھی مسلمانوں کے اختیار کرنے میں کوئی وجہ پر فاش نہیں ہو سکتی۔ صدیوں سے وہ یہ سلوک مسلمانوں سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اب بھی اس کو ترک کرنے پر تیار نہیں۔ مگر نہایت افسوس ہے۔ کہ مسلمان کسی ایک جذبات پر استقلال سے عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ اور دراصل یہی بات ان کی بربادی کا باعث ہے۔ مسلمانوں۔ مسلم پریس اور مسلم لیڈروں نے تھوڑے عرصہ تک اس بات کو چھلایا۔ مگر اب پھر وہی حالت نظر آرہی ہے۔ سوائے جماعت احمدیہ کے بہت کم لوگ اس کی پابندی کرتے نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان اور زیادہ زیر بار ہو رہے ہیں۔ لیکن ان کے بالمقابل ہندو قوم نہایت سختی سے اس زریں اصول پر کار بند ہے۔ اتحاد ملک دوستی اور برادرانہ تعلقاً اس تباہ کن رویہ میں ذرہ بھر تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے۔ دکھتے دکھتے اخبار بندے ماترم میں ایسٹ انڈین ریلوے سے شکایات کے ضمن میں لکھا ہے :-
"میں آپ کے نوٹس میں یہ بات بھی لانی چاہتا ہوں۔ کہ لکھنؤ سٹیشن پر ہندوئی مثال کا مالک ایک مسلمان ٹھیکیدار ہے۔ جس کے پاس اس سٹیشن پر مسلمانوں کا ٹیٹل ہے۔ ساتھ دھری ہندو خیل کرتے ہیں۔ کہ ایسے ٹیٹل کی جائے ہندوؤں کے اصولوں کے مطابق جائز نہیں ہو سکتی۔ جس کا مالک مسلمان ہو۔ اس لئے درخواست ہے کہ آپ اس سٹیشن پر کسی ہندو ٹھیکیدار کو مقرر کریں۔" (۱۲ اکتوبر)
یہ تحریر مسلمانوں کے متعلق ہندو ذہنیت کا بدترین مرتبہ ہے۔ صرف ٹھیکیدار مسلمان ہونے سے چائے پسید ہو جاتی ہے۔ حالانکہ جائز بنانے والے ہندو ہیں۔ کیا مسلم کی حمیت مر گئی ہے۔ کہ وہ ہندو کی تیار کردہ اشیا کا استعمال بے حجابانہ کرتا ہے۔ مسلمان اگر اپنی قومی و تمدنی زندگی چاہتے ہیں۔ تو اگر ہمت جلد چھوڑ کر پابندی کا تہیہ کر لینا چاہیے۔ خاکسار احمد داتا جاندھری